سلسلہ 3
واقعاتِ انبیاء

قصہ سیدنا یونس علیہ السلام

بچوں کے لیے سچی کہانیاں

احساس کے آنسو



نعیم احمد بلوچ

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سلسلہ واقعاتِ انبیاء 3

قصہ سیدنا یونس علیہ السلام

احساس کے آنسو

نعیم احمد بلوچ

دارالسلام
DARUSSALAM
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

نام کتاب : احساس کے آنسو (سلسلہ واقعات انبیاء علیہم السلام)

مصنف : نعیم احمد بلوچ

منتظم اعلیٰ : عبدالمالک مجاہد

ہیڈ آفس : پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب فون :009661 4033962-4043432 فیکس : 4021659
ای میل : Darussalam@naseej.com.sa

پاکستان : ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون : 092 42 7240024-7232400 فیکس :7354072
ای میل Darussalampk@mail.com

② رحمان مارکیٹ 'غزنی سٹریٹ' اردو بازار' لاہور فون :092 42 7120054 فیکس :7320703

امریکہ : پوسٹ بکس :79194' ہیوسٹن ' ٹیکساس :77279' (یو ایس اے) فون :001 713 9359206 فیکس :7220431

ای میل darsalam@dar-us-salam.com

تعداد : 1100 طبع اول ، جنوری 2001

مطبع : احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال لاہور فون :7240024

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے مجھے پڑھیے

سیدنا یونس علیہ السلام کا قصہ کئی حوالوں سے منفرد ہے۔ ایک یہ کہ دستیاب تاریخی ریکارڈ میں نینوا کی قوم دنیا کی واحد قوم ہے جسے عذاب کے وقت توبہ نصیب ہوئی۔ اس قصے کی دوسری انفرادیت یونس علیہ السلام کی شخصیت ہے۔ ان پر جب قوم کا ایک بھی فرد ایمان نہ لایا تو وہ غیرتِ حق میں آ کر وقت سے پہلے اپنی بستی چھوڑ کر چلے گئے۔ اس سے اس عظیم قصے کو ایک نیا رخ ملا۔ اس کتاب میں کہانی اسی موڑ سے شروع ہوتی ہے۔

عام طور پر سیدنا یونس علیہ السلام کی بھول کے حوالے سے طرح طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔ قصے کو اگرچہ دلچسپ کہانی کے قالب میں ڈھالا گیا ہے لیکن اس میں دارالسلام کی تحقیقی روایت کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے اور سیدنا یونس علیہ السلام سے ایسی کسی بات کو منسوب نہیں کیا گیا جس کا قرآن وحدیث اور دوسری الہامی کتب میں حوالہ نہ ملتا ہو۔

اس کتاب کی تزئین وآرائش میں ادارے کے ڈیزائن سیکشن نے کچھ نئے اجتہادات کیے ہیں جس سے اس کتاب کے ظاہری حسن میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

کسی دانا نے کیا خوب کہا ہے کہ کوئی مرتبہ حاصل کر لینا اصل کامیابی نہیں بلکہ اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان اس مرتبے کی حفاظت کرے اور اس سے نیچے نہ آئے۔ اللہ سے دعا ہے کہ نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے لیے ہم نے جس معیار کی کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے، اس میں ہم اپنے معیار کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں بہتر سے بہترین کی طرف گامزن رہیں۔ (آمین)

آنے والا سخت گھبرایا ہوا تھا۔ اس نے ذرا بھی خیال نہ کیا کہ محفل میں بیٹھے لوگ ضروری بات کر رہے ہیں یا غیر ضروری۔ اس نے آتے ہی شور مچا دیا:

''غضب ہو گیا دوستو' غضب ہو گیا...... متّی کے بیٹے نے اعلان کر دیا ہے کہ تین دن............''

جو شخص آنے والے سے پہلے بات کر رہا تھا' سخت غصے سے بولا: ''تم اُس شخص کی بات پر شور مچا رہے ہو جسے ہر وقت نصیحتوں اور وعظ کے سوا کچھ نہیں سوجھتا......''

''کیا زبردست لطیفہ سن رہے تھے ہم! کباب میں ہڈی بن کر آیا ہے یہ بدتہذیب!'' ایک دوسرے شخص نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا۔

تب آنے والا بھی غصے سے بولا:

''بھاڑ میں گئے تمہارے لطیفے! اے احمقو' کچھ جانتے بھی ہو



کہ میں کیا خبر لایا ہوں؟ سنو گے تو تمہاری سٹی گم ہو جائے گی ......لطیفے شطیفے بھول جاؤ گے، جان کے لالے پڑ جائیں گے۔"

"یار کیوں ڈرا رہے ہو، سیدھی طرح بتاتے کیوں نہیں کہ بات کیا ہے؟" ایک زچ ہو کر بولا۔

"بات یہ ہے کہ متّٰی کے بیٹے نے اعلان کیا ہے کہ اس کی بات نہ مانی گئی تو پورا نینوا تباہ ہو جائے گا۔"

آنے والے نے اپنی طرف سے دل ہلا دینے والی بات کہہ ڈالی تھی......مگر سننے والوں میں سے اکثر کے چہرے بگڑ گئے۔ ایک بولا: "ہم تو تمہیں بڑا سمجھ دار شخص خیال کرتے تھے، مگر تم تو بالکل ہی بے وقوف نکلے!"

ایک اور نے تبصرہ کیا: "بھئی! اسے کہتے ہیں کھودا پہاڑ، نکلا چوہا۔"

تیسرے نے اپنی طرف سے اس کا بڑا لحاظ کرتے ہوئے



کہا: "میرے دوست! آپ ہر کسی کی بات پر یوں جلدی سے یقین نہ کرلیا کریں۔"

تب آنے والا اس تیسرے سے مخاطب ہو کر بولا: "تم کیا سمجھتے ہو کہ متّٰی کا بیٹا کوئی عام شخص ہے......؟ تم تو اسے اچھی طرح جانتے ہو۔ بتاؤ کبھی جھوٹ بولا ہے اس نے؟ اور کیا تم یہ نہیں جانتے کہ پہلے بھی کئی بستیاں اللہ کے رسولوں کا انکار کرنے کے باعث تباہ ہو گئیں؟"

"نہیں، میں نہیں مانتا یہ عذاب وغیرہ کی بات! یہ زلزلے سیلاب، طوفان وغیرہ تو سب قدرت کے کھیل ہیں۔" تیسرے کے بجائے اُسی پہلے شخص نے کہا جو لطیفہ سنا رہا تھا۔

"مگر میں یہ نہیں مانتا کہ قدرت کھیل تماشے کرتی پھرتی ہے! کیا تم نوح (علیہ السلام) کو بھول گئے؟ قومِ لوط (علیہ السلام) کو بھی بھول گئے؟ اگر یہ سب کچھ محض اتفاق کی بات تھی تو آخر اللہ تعالیٰ نے





اس سے اپنے رسولوں اور ان کے ماننے والوں کو کیوں محفوظ رکھا؟"

اس کی بات میں اس قدر وزن تھا کہ محفل میں کچھ لمحے مکمل خاموشی چھائی رہی...... پھر وہی شخص ڈھٹائی سے بولا:

"یار لگتا ہے تم تو آج متّٰی کے بیٹے کو اللہ کا رسول مان کر رہو گے...... مگر ہمارا فیصلہ بھی سن لو...... ہم اپنے باپ دادا کو احمق اور گمراہ نہیں مان سکتے! مجھے تو متّٰی کے بیٹے کی کسی بات پر یقین نہیں!"

"نہیں دوست، یہ بات اس قدر معمولی نہیں جتنی تم سمجھتے ہو۔ یہ تو زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے ہم نے آج تک متّٰی کے بیٹے کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی مگر اس حقیقت سے تو کسی کو انکار نہیں کہ وہ ایک نیک اور مخلص انسان ہے...... فرض کرو وہ واقعی اللہ کا رسول ہوا تو پھر ہمارا انجام کیا ہوگا؟ اس لیے

ہمیں کچھ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے!"

یہ بات ایک ایسے شخص نے کہی تھی جو بڑا مال دار تھا اور جس کی ہر کوئی عزت کرتا تھا۔ اس لیے سبھی اس کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔ اطلاع لے کر آنے والے شخص کی ہمت بندھی اور اس نے کہا:

"دوستو! میں نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ جب تک اللہ کے رسول اپنی بستی میں رہتے ہیں، بستی والوں پر عذاب نہیں آتا اور اگر وہ عذاب کا اعلان کرنے کے بعد بستی چھوڑ جائیں تو پھر خیر نہیں ہوتی، اس لیے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ یونس بن متّٰی بستی میں موجود ہیں یا چلے گئے ہیں۔"

جس شخص نے پہلے مخالفت کی تھی، برا سا منہ بنا کر کہنے لگا:

"کیا متّٰی کے بیٹے نے یہ کہا ہے کہ فوری طور پر مجھے رسول مانو، ورنہ عذاب آجائے گا؟"







"نہیں، اس نے تین دن کی مہلت دی ہے...... کہا ہے کہ اگر تین دنوں کے اندر اندر بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک اللہ پر ایمان نہ لائے اور مجھے اس کا رسول مان کر، میری اطاعت نہ کی تو پھر نینوا کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"

"تو پھر پریشانی کی کیا بات ہے؟ ابھی تین دن پڑے ہیں ...... تیسرے دن دیکھیں گے کہ متّی کا بیٹا کہاں ہے۔...... پھر کچھ سوچیں گے۔"

"تم تو نرے احمق ہو ...... کچھ تو سوچو کہ اس دوران یونس (علیہ السلام) بستی چھوڑ کر چلے گئے تو پھر کیا ہوگا؟" اطلاع دینے والے کی آواز میں خوف جھلک رہا تھا۔

"مگر میں بزدل ہرگز نہیں اور نہ تمہاری طرح بے غیرت ہوں کہ ڈر کر اپنے باپ دادا کے دین کو جھٹلانے والے کی بات مان لینے پر تیار ہو جاؤں۔"





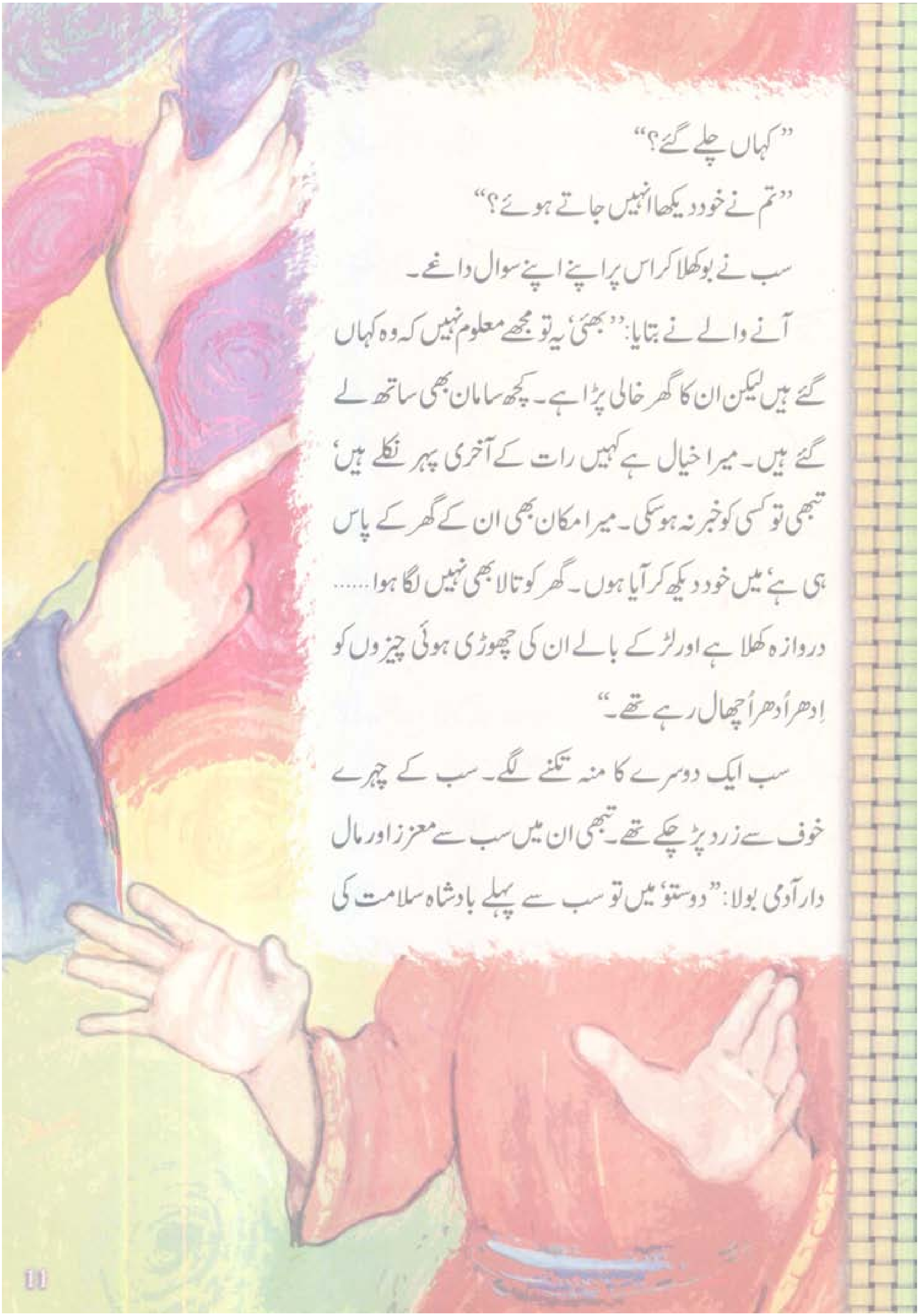
”تو گویا تم تین دن کے لیے بہادر اور غیرت مند بننا چاہتے ہو اور تیسرے دن یہ معلوم ہونے پر کہ یونس (علیہ السلام) نینوا چھوڑ گئے ہیں، تم بے غیرت اور بزدل بننے پر تیار ہو جاؤ گے!“

یہ تلخ بات سن کر وہ شخص بھڑک اُٹھا اور آستین چڑھا کر اطلاع دینے والے کی طرف بڑھا، مگر دوسرے لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا اور ہاتھا پائی تک نوبت نہ آنے دی۔ اس دوران مجلس میں موجود زیادہ تر لوگوں کی ہمدردیاں اطلاع دینے والے کے ساتھ ہو چکی تھیں۔ اس صورتِ حال کو بھانپ کر یونس علیہ السلام کی مخالفت کرنے والا غصے میں وہاں سے چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی ایک اور شخص آیا اور آتے ہی بولا:

”بھئی، کچھ خبر ہے آپ کو! یونس بن متّٰی، نینوا چھوڑ کر جا چکے ہیں۔“

”کیا!!“



"کہاں چلے گئے؟"

"تم نے خود دیکھا انہیں جاتے ہوئے؟"

سب نے بوکھلا کر اس پر اپنے اپنے سوال داغے۔

آنے والے نے بتایا: "بھئی، یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئے ہیں لیکن ان کا گھر خالی پڑا ہے۔ کچھ سامان بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہیں رات کے آخری پہر نکلے ہیں، تبھی تو کسی کو خبر نہ ہو سکی۔ میرا مکان بھی ان کے گھر کے پاس ہی ہے، میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔ گھر کو تالا بھی نہیں لگا ہوا...... دروازہ کھلا ہے اور لڑکے بالے ان کی چھوڑی ہوئی چیزوں کو اِدھر اُدھر اُچھال رہے تھے۔"

سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ سب کے چہرے خوف سے زرد پڑ چکے تھے۔ تبھی ان میں سب سے معزز اور مال دار آدمی بولا: "دوستو، میں تو سب سے پہلے بادشاہ سلامت کی

طرف جاتا ہوں' ان کو خبر دیتا ہوں۔"

ایک بولا: "میں مندر کے سب سے بڑے پروہت کو خبر دے کر آتا ہوں۔"

یوں سب لوگ یہ خبر پہنچانے اور اس صورتِ حال سے نپٹنے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے...... صرف ایک شخص وہاں موجود رہ گیا۔ یہ تھا وہ پہلا شخص جو یہ اطلاع لایا تھا کہ یونس (علیہ السلام) نے عذاب آنے کی خبر دی ہے! اس نے یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے کا فیصلہ کیا تھا...... ان سے معافی مانگ کر ان پر ایمان لانے کا ارادہ کیا تھا...... کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ اس راستے کی طرف چل دیا جو بستی سے باہر جاتا تھا۔

یہ قریباً 800 ق م کا زمانہ تھا۔ دریائے دجلہ کے کنارے آباد عظیم شہر "نِینوَا" کے سب سے باوقار اور نیک



شخص رات کے آخری پہر اپنے مختصر سامان کے ساتھ کسی ان دیکھی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ اپنی طرف سے وہ اس شہر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ رہے تھے اور یہ فیصلہ کوئی خوش گوار فیصلہ نہیں تھا بلکہ اس کا انہیں شدید دکھ تھا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کوئی ایک دو دن میں نہیں بلکہ برسوں کے انتظار اور بے پناہ جدو جہد کے بعد کیا تھا۔

اللہ نے برسوں پہلے انہیں اپنا رسول مقرر کیا تھا اور تب سے انہوں نے عام آدمی سے لے کر بڑے سے بڑے سرکاری افسر تک، ہر طرح کے لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا' ہر کسی کو بتایا کہ شرک سے باز آجاؤ' گناہوں کی زندگی چھوڑ دو...... اللہ کے رسول پر ایمان لے آؤ' اگر نہیں مانو گے تو مٹ جاؤ گے لیکن برسوں کی محنت کے بعد ایک بھی شخص ایمان نہ لایا۔ اب تو حالت یہ ہو گئی تھی کہ لوگ ان کی باتوں سے چڑنے اور انہیں



مارنے کی دھمکیاں دینے لگے تھے۔ انہیں کھلم کھلا کہا جانے لگا کہ تم جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو' آخر اسے لے کیوں نہیں آتے؟"

تب یونس علیہ السلام نے انہیں تین دنوں کی مہلت دے دی اور کہا کہ اگر تم اب بھی ایمان نہ لائے تو پھر تم پر اللہ کا عذاب آجائے گا۔ مگر مدت ختم ہونے سے پہلے ہی آپ نے اندازہ لگا لیا کہ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ایمان لائے۔ آپ نے یہ اندازہ لوگوں کے سابقہ رویے سے لگایا۔

دراصل یونس علیہ السلام پہلے نبیوں اور رسولوں کے حالات کو جانتے تھے لیکن ایسا رویہ تو قوم نوح نے بھی نہیں اپنایا تھا۔ وہاں بھی چند لوگ تو ایسے ضرور تھے جو نوح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے لیکن نینوا کے شہر والے تو بالکل ہی پتھر ثابت ہوئے تھے۔ ان میں سے تو کوئی بھی شخص ایسا نہ نکلا جو یونس علیہ السلام پر ایمان



لایا ہو۔ ان حالات نے ان کے اندر اپنی قوم کے ساتھ ہمدردی کے سارے جذبات ہی ختم کر دیے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ اللہ کا دین اس قدر غیر اہم اور بے وقعت نہیں کہ لوگ اس کو ذرہ بھر اہمیت دینے کو تیار نہ ہوں۔ دین کے لیے یہ غیرت اور محبت ہی تھی جس سے مجبور ہو کر وہ مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے ہی بستی چھوڑ کر جا رہے تھے۔

یونس علیہ السلام پر دل سے ایمان لانے والے شخص نے دور دور تک انہیں تلاش کیا۔ آخر مایوس ہو کر وہ واپس نینوا آ گیا۔ اس نے بڑی پریشانی اور دکھ سے اپنے دوستوں کو بتایا کہ یونس علیہ السلام کا اسے کہیں سراغ نہیں ملا۔

اسی دوران ایک خوفناک منظر نے نینوا کے رہنے والے تمام لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا...... ہوا یہ کہ آسمان پر کالے بادل اُمڈ اُمڈ کر



آنے لگے۔ وہ لوگ جو دل سے جانتے تھے کہ یونس علیہ السلام اللہ کے سچے پیغمبر ہیں مگر صرف ضد، ہٹ دھرمی اور دوسرے لوگوں کے خوف سے آپ کا انکار کر رہے تھے، وہ ڈر گئے۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ بے موسم کے بادل ہیں، یہ خیر کی بارش برسانے نہیں آئے بلکہ یہ اللہ کا عذاب بن کر آئے ہیں۔ اور یہ عذاب اللہ کے اس اٹل فیصلے کے تحت آئے گا کہ اس کے رسول ہر حال میں غالب ہو کر رہتے ہیں۔[1] جو قوم ان کا انکار کر دیتی ہے اس کا دنیا سے نام ونشان مٹا دیا جاتا ہے۔

ان لوگوں میں یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے والا اور محفل میں اس کی حمایت کرنے والا مال دار اور معزز شخص پیش پیش تھے۔ مال دار آدمی نینوا کے بادشاہ کا درباری بھی تھا۔ یہ دونوں شہر کے دیگر معزز لوگوں کے ہمراہ بادشاہ کے پاس پہنچے اور اسے خبردار کیا کہ یہ بادل جس کی وجہ سے پورے نِینَوا میں اندھیرا چھا گیا



ہے، ہمیں آنکھیں کھولنے کا آخری موقع دینے آیا ہے۔

ان لوگوں کی دلیلیں سن کر بادشاہ بھی مان گیا اور سیاہ بادلوں کی اوٹ میں چھپے طوفان کو دیکھ کر لرز اُٹھا۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ تمام بت خانوں سے بت اٹھا دیے جائیں اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو بھی ان سے پاک کر دیں۔ ساتھ ہی اس نے یونس علیہ السلام کی تلاش میں سرکاری سپاہی چاروں طرف دوڑا دیے۔

دوسری طرف جو شخص شہر کے بڑے مندر کے پروہت کی طرف گیا تھا' اس نے بھی پروہت کو قائل کر لیا۔

دراصل آسمان پر چھائے سیاہ بادلوں نے ان لوگوں کو یونس علیہ السلام پر ایمان لانے پر مجبور کر دیا تھا' چنانچہ شاہی پروہت جو اس سے قبل لوگوں کو بتوں کی پوجا پر مجبور کرتے تھے، اب لوگوں کے ساتھ مل کر توبہ کرتے نظر آنے لگے۔ شہر کے ہر کونے



میں لوگ جمع ہو گئے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے اور التجا کر رہے تھے:

"اے اللہ! ان عذاب کے بادلوں کو ایک مرتبہ ٹال دے۔ ہمیں یونس علیہ السلام سے ایک دفعہ ملا دے۔ ہم پھر کبھی تیرے رسول کو ناراض نہیں کریں گے۔"

مگر بہت تلاش کے باوجود یونس علیہ السلام نہ ملے۔ قوم اچھی طرح جانتی تھی کہ جب تک اللہ ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور وہ اس کے رسول یونس علیہ السلام پر ایمان نہیں لائیں گے، عذاب کا خطرہ رہے گا۔

وقت جیسے جیسے گزر رہا تھا' ان کی توبہ اتنی ہی آنسوؤں میں بھیگ رہی تھی۔ نینوا والوں پر بادل تو نہ برسا لیکن ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ برسنے لگا۔ انہوں نے رو رو کر اپنے گناہ دھو دیے۔ اس عظیم اور مثالی توبہ میں امیر کبیر لوگ سب





سے آگے آگے تھے حتیٰ کہ بادشاہ بھی......

آخر تین دن گزر گئے اور بادل بھی چھٹ گیا۔ عذاب ٹل گیا لیکن یونس علیہ السلام کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ ②

یونس علیہ السلام نِینَوا سے نکل کر ایک ساحلی علاقے کی طرف چلے گئے، سمندر کا یہ حصہ نِینَوا کی حدود سے باہر تھا۔ اس سے پہلے آپ نے راستے میں شہر کے آسمان پر بادل دیکھ کر یہی خیال کیا تھا کہ اللہ کا عذاب آچکا ہوگا۔

ساحل پر ایک کشتی تیار تھی، آپ اس پر سوار ہو گئے۔ کشتی پر سوار کوئی بھی شخص آپ کو پہچانتا نہیں تھا، البتہ آپ کی شاندار شخصیت سے سبھی مسافر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

آپ زیادہ تر خاموش ہی رہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے دل میں ایک عجیب سی بے چینی محسوس کر رہے تھے۔ جیسے

جیسے آپ ساحل سے دور ہوتے جا رہے تھے آپ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

بھری ہوئی کشتی سمندر کے درمیان پہنچی تو ایک زبردست طوفان آ گیا۔ تمام لوگ اپنے اپنے بتوں کو پکارنے لگے۔ یونس علیہ السلام نے اللہ ہی کو پکارا۔ مسافر حیرانی سے آپ کو دیکھنے لگے کہ یہ مسافر کس ایک اللہ سے مدد مانگ رہا ہے؟

طوفان بڑھتا رہا اور کشتی کے ہچکولوں میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ ملاح نے بلند آواز سے کہا:

"ساتھیو! مجھے افسوس ہے کہ ہماری کشتی اس حالت میں کبھی کنارے پر نہیں لگ سکے گی۔ ہمیں اپنے سامان کا بوجھ کم کرنا ہوگا۔ آپ سے گذارش ہے کہ اپنی جانیں بچانے کے لیے اپنا اپنا سامان سمندر میں پھینک دیں۔"

مسافر مجبور تھے، سامان سمندر میں پھینکنے لگے لیکن بوجھ ہلکا



ہونے کے باوجود کشتی اسی طرح ڈولتی رہی۔ مسافروں کا ڈر کے مارے برا حال تھا' کچھ بڑبڑا رہے تھے اور کچھ خاموش تھے۔

ایک شخص کہنے لگا:

"لگتا ہے کوئی منحوس شخص اس کشتی میں سوار ہو گیا ہے۔"

ایک بولا:

"بھائیو! مجھے لگتا ہے ہم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے قربانی نہیں کی اور اس کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔"

سب کی باتیں سننے کے بعد ملاح نے کہا:

"میرا خیال تو یہ ہے کہ ہم میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو بھاگا ہوا غلام ہے۔"

اس زمانے میں غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا بہت بڑا جرم سمجھا جاتا تھا۔

ملاح کی حمایت میں کئی مسافر بول پڑے:



”بھائی! تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ ساری مصیبت اس شخص کی وجہ سے ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر یہاں آیا ہے۔“

یونس علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا تو آپ سوچتے ہوئے بولے:

”ہاں! تم درست کہتے ہو۔ ہم میں سے ایک بدنصیب ایسا ہے جو اپنے آقا سے بھاگ آیا ہے۔“

اس وقت تک یونس علیہ السلام اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ انہوں نے بستی سے نکلنے میں جلدی سے کام لیا ہے اور انہیں اللہ کی طرف سے آخری وحی کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔

اسی دوران ملاح کی آواز دوبارہ گونجی:

”ہم اپنا تمام سامان سمندر میں پھینک چکے ہیں لیکن کشتی اب بھی محفوظ نہیں۔ یہ کشتی ایک مسافر کی قربانی مانگ رہی ہے ......کم از کم ایک مسافر کشتی سے کم ہو جانا چاہیے۔“



یہ سن کر تمام مسافر پریشان ہو گئے۔ سمندر کی لہروں کے شور میں وہ ایک دوسرے کے چہرے پر موت کا خوف دیکھ رہے تھے۔ تب انہیں یونس علیہ السلام کی آواز سنائی دی:

”اے دوستو! تمہیں اس آدمی کی تلاش ہے نا جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے؟“

”ہاں ہاں، اے بزرگ! کیا آپ کو کسی مسافر کے متعلق معلوم ہے؟“ کئی ایک پوچھنے لگے۔

آپ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا:

”ہاں مجھے معلوم ہے...... میں ہی وہ جلد باز ہوں جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے، اس کے حکم کا انتظار کیے بغیر چل پڑا تھا ......تم مجھے سمندر میں پھینک دو۔“

”آپ! نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے......آپ تو تمام مسافروں سے زیادہ نیک اور بزرگ معلوم ہوتے ہیں......آپ کو ہم سمندر



میں ہرگز نہیں پھینکیں گے۔" ملاح نے فوراً کہا۔

"بالکل ...... آپ کی برکت سے تو ہم اب تک محفوظ ہیں ورنہ جس قدر تیز یہ طوفان ہے، بپھری لہریں ہمیں کبھی کا الٹا چکی ہوتیں۔"

غرض کوئی بھی مسافر آپ کی پیش کش قبول کرنے پر تیار نہ ہوا۔ آخر ملاح نے کہا کہ اب مسافروں کے نام قرعہ ڈالا جائے گا اور جس مسافر کا نام نکلے گا اس کو سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔ اس طرح کسی پر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

ملاح کی بات پر سبھی نے اتفاق کیا اور سب مسافروں کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ یونس علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ قرعہ نکالیں۔ آپ نے ایک پرچی اٹھائی اور اس پر جس شخص کا نام لکھا تھا وہ کوئی اور نہیں، خود آپ ہی تھے ...... یونس علیہ السلام۔

ملاح سمیت تمام مسافروں نے پھر شور مچایا:



"نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔"

دوبارہ قرعہ اندازی ہوئی اور اس دفعہ بھی آپ ہی نے پرچی نکالی اور آپ ہی کا نام نکلا...... لوگوں کے اصرار پر تیسری مرتبہ قرعہ اندازی ہوئی اور تیسری مرتبہ بھی آپ ہی کا نام نکلا۔ اب تو مسافروں کو بھی یقین ہو گیا کہ آپ ہی اپنے آقا سے بھاگے ہوئے مسافر ہیں۔ اس موقع پر یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیا۔ ③

یونس علیہ السلام جب ڈوبتے تیرتے گہرے پانی میں پہنچے تو آپ کو ایک بہت بڑی بلا نظر آئی۔ یہ ایک وہیل مچھلی تھی جو خود بھی طوفان سے پریشان لگ رہی تھی۔ آپ کو وہیل مچھلی کا منہ کھلا ہوا نظر آیا۔ بے حساب پانی اس دیو قامت مچھلی کے منہ میں جا رہا تھا اور آپ بھی اس پانی میں کسی تنکے کی طرح بہتے ہوئے مچھلی کے منہ میں چلے گئے۔ مچھلی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کے منہ



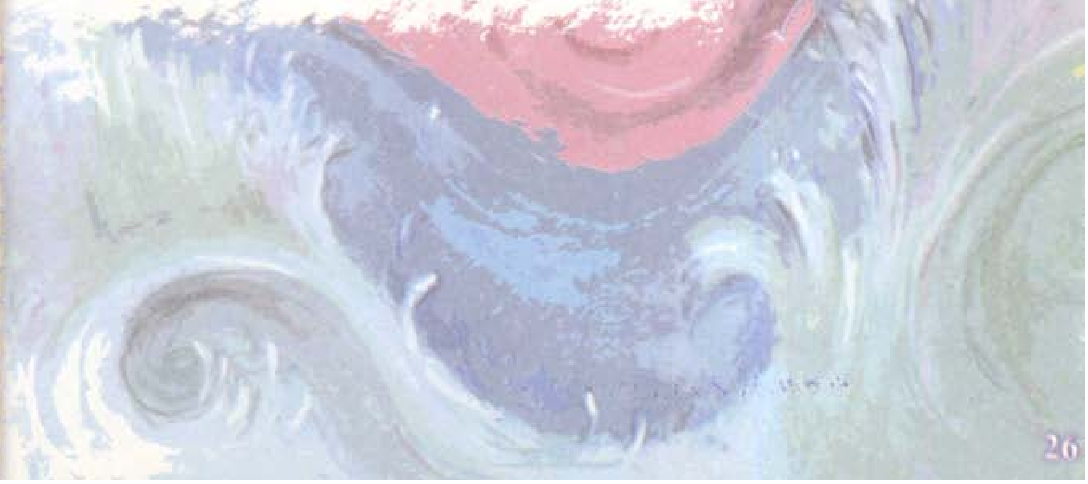
میں اللہ کا ایک عظیم پیغمبر آچکا ہے۔

آپ نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے غار میں محسوس کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد مچھلی نے منہ بند کر لیا اور اب وہ تیزی سے حرکت کرنے لگی۔ جیسے ہی مچھلی نے منہ بند کیا، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا...... اتنی تاریکی کہ جس کی کوئی مثال نہیں تھی۔

بپھری ہوئی لہروں اور خوف ناک بلا کی طرح مچھلی کے پیٹ کی تاریکیوں میں یونس علیہ السلام نے مایوسی کو قریب نہیں پھٹکنے دیا۔ آپ نے اپنے رب کو یاد کیا اور دل کی گہرائیوں سے یہ دعا مانگنے لگے:

"تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے، بے شک میں ہی قصوروار ہوں۔" ④

یونس علیہ السلام نے اپنے عمل سے قیامت تک آنے والے





مسلمانوں کو یہ بات سمجھا دی کہ جب کبھی وہ کسی مشکل یا مصیبت میں گرفتار ہوں تو اپنی غلطی کی معافی مانگیں، اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں اور صرف اسی سے نجات کی دعا مانگا کریں۔

یونس علیہ السلام اس وقت تک یہ دعا مانگتے رہے جب تک آپ بے ہوش نہ ہو گئے۔ ادھر وہیل نہ جانے کس منزل کی طرف تیر رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنا عرصہ رہے، تاہم اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہوئے استغفار نہ کرتے تو قیامت تک انہیں نکلنا نصیب نہ ہوتا۔ [5]

آخر آپ نے آنکھیں کھولیں، حیران تھے کہ اردگرد روشنی کیسی ہے۔ مچھلی کے پیٹ میں سورج کہاں سے طلوع ہو گیا؟ مگر جلد ہی آپ کو اندازہ ہو گیا کہ آپ اب مچھلی کے پیٹ میں نہیں

ہیں......

وہیل نے آپ کو ساحل پر اگل دیا تھا اور آپ انتہائی کمزوری کی حالت میں ساحل کی نرم ریت پر پڑے تھے۔آپ کے بدن میں اتنی بھی طاقت نہیں تھی کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں اور کسی مناسب جگہ کا انتخاب کر کے دھوپ سے بچ سکیں۔

اسی دوران اللہ نے اپنی خاص رحمت سے ایک بڑی سی بیل اُگا ئی۔اس پر کدو کی طرح کا کوئی پھل لگا ہوا تھا۔اس بیل نے حیرت انگیز طور پر یونس علیہ السلام کو اپنے سائے میں لے لیا۔کچھ دیر آرام کے بعد آپ نے بیل کے پھل سے اپنی بھوک مٹائی۔ پھل کھانے سے آپ کے جسم میں طاقت آئی،لیکن اگلے ہی دن یہ بیل سوکھ گئی۔

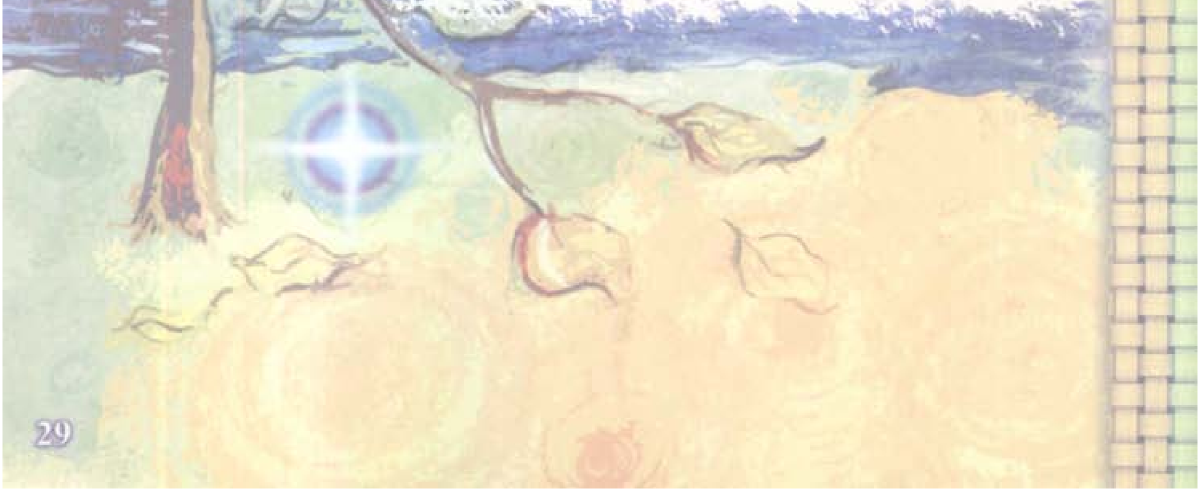
آپ کو بیل کے یوں سوکھ جانے کا انتہائی دکھ اور رنج ہوا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ پھر معافی کی درخواست کی۔

تب اللہ کی جانب سے وحی کا سلسلہ دوبارہ قائم ہوا اور فرمایا گیا:

”اے میرے بندے! تم اس بیل کے سوکھ جانے پر پریشان اور دکھی ہو...... جب کہ اس بیل کے لگانے اور اسے بڑا کرنے میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ پھر ذرا غور کرو کہ نِیْنَوا کا عظیم شہر جس میں ایک لاکھ سے زیادہ انسان آباد تھے، جن کو میں نے پیدا کیا اور پھر بڑا کیا، اس کی وقت سے پہلے بربادی بھلا مجھے کیسے منظور ہو سکتی تھی...... اور اس بستی سے تمہارا وقت سے پہلے نکلنا بھلا کیوں کر اچھا لگتا۔“ ⑥

یونس علیہ السلام نے ایک مرتبہ پھر اپنا سر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ڈال دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے اور التجا کرنے لگے:

”اے اللہ! تیری ذات کس قدر رحیم اور معاف کرنے والی ہے۔ تو اپنے گناہ گار بندوں سے بھی کس قدر محبت کرتا ہے۔ تیری شفقت، تیری محبت، اور تیرا رحم اس قدر بے لاگ اور عظیم



ہے کہ اس تک پہنچنے کے لیے کسی سفارش، کسی وکیل یا کسی سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی۔"

ساتھ ہی یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر انہیں زندگی کی مہلت ملی تو وہ دوبارہ نینوا جائیں گے اور ایک نئے جذبے سے اپنی قوم کو نیک راستے پر لانے کی کوشش کریں گے۔

آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور بیل دوبارہ ہری ہوگئی۔ ایک دو دن بعد آپ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو اندازے سے آبادی کی طرف چل دیے۔

اہل نینوا ابھی تک آپ کی تلاش سے مایوس نہیں ہوئے تھے۔ ان کی سچی تڑپ نے انہیں ساحل کے اس حصے کی طرف متوجہ کیا جدھر یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگلا تھا۔ چند ہی دنوں میں انہوں نے آپ کو تلاش کر لیا۔ ان لوگوں میں وہ شخص بھی شامل تھا جس نے سب سے پہلے لوگوں کو یونس علیہ السلام کے بارے میں خبردار کیا



تھا اور جو سب سے پہلے دل سے ان پر ایمان لے آیا تھا۔

تلاش کرنے والے آپ کو انتہائی احترام سے شہر واپس لے گئے۔ بادشاہ سے لے کر عام شہری تک سب نے آپ سے معافی مانگی اور اللہ کے حضور توبہ کر کے آپ پر ایمان لانے کا اقرار کیا۔

بادشاہ نے شاہی لباس اتار کر سادہ لباس زیب تن کیا اور باشندوں کے نام یہ فرمان جاری کر دیا کہ ہر کوئی اپنی بری روش سے باز آجائے، روزہ رکھے، اللہ کے حضور رو رو کر معافی مانگے اور توبہ کر کے اپنا سر اس کی چوکھٹ پر جھکا دے۔ ⑦

یونس علیہ السلام قوم کی اس کایا پلٹ پر بہت خوش تھے۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور باقی زندگی نِیْنَوا ہی میں گزار دی اور بالآخر فوت ہو کر اسی شہر میں دفن ہوئے۔ ⑧

آپ قرآن مجید میں بیان کیے جانے والے واحد رسول



اللّٰہ

ہیں جن کی قوم نے عین آخری موقعے پر اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچایا۔ ⑨

اس کہانی کو لکھنے کے لیے ان کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔

① سورة المجادلة:٢١

② تفسير روح المعانى - سورة يونس:٢٨٢/٧، ٢٨١/١٣

③ روح المعانى - سورة الصافات:٢١١/١٣، فتح القدير - سورة الصافات:٣٧١/٤

④ سورة الأنبياء:٧٨/٢١

⑤ سورة الصافات:١٤٣/٣٧-١٤٤

⑥ التفسير الكبير - سورة الصافات:٣٥٧/٩، روح المعانى - سورة الصافات:٣١٤/١٣

⑦ روح المعانى - سورة الصافات:٢١٨/١٣

⑧ سيرت أنبياء كرام - مولانا محمد عبدالرحمان:١٠٥/٢

⑨ سورة يونس:٩٨/١٠

"احساس کے آنسو"

انسان غلطی کا پتلا ہے...... یہ سبھی جانتے ہیں۔

مگر انسان کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ غلطی کا احساس کر کے' اسے تسلیم کر کے' ندامت کے آنسو بھی بہاتا ہے......

اور یہ انسان کی عظیم ترین خوبیوں میں سے ایک ہے......

"احساس کے آنسو" انسان کی اسی عظیم ترین خوبی کی دل گداز سچی کہانی ہے...... ایک ایسی عجیب کہانی جس میں غلطی کا احساس ہر کسی کو ہوتا ہے۔ بادشاہ سے لے کر عام آدمی تک ...... حتیٰ کہ پیغمبر سے لے کر بت پرستوں تک!

غلطی کے احساس کی ایسی روایت شاید انسانی تاریخ میں کبھی دوبارہ نہیں دہرائی گئی!

کیا اس احساس کے بعد اس قوم نے ندامت کے آنسو بہائے؟

یہ غلطی کیا تھی؟ پیغمبر سے کیا بھول ہوئی تھی؟ اور انہوں نے اسے کیسے تسلیم کیا؟

ان سب سوالوں کا جواب "احساس کے آنسو" پڑھ کر ملے گا۔

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM
ریاض جدہ شارجہ لاہور
لندن ہیوسٹن نیویارک